Al-Mahdi Research Journal
Vol. 1, No. 4 (Oct-Dec 2020)

ادیان ثلاثہ میں تصور دجال کا تقابلی جائزہ

A comparative study of the concept of antichrist in the three religions

Anwar ul Haq[1]
Hafiz Abdul - Khaliq[2]

Abstract:

Jews who believe that one of the descendants of David (pbuh) will be "established" who will be "Christ" will be their king and will settle all the Jews in Jerusalem and establish Jewish rule over the whole world. The Jews know Jesus as the Antichrist. Christians have two different beliefs about religious life. One is those who belong to the beginning, the other is those who belong to the end of the world. Like other religions of the world, Christianity is a sign of the Day of Judgment and Christianity will consider Jesus as Savior and Antichrist as oppressor. Similarly, one thing that Islam and Christianity have in common is that they consider the Antichrist to be a tyrant and Jesus to be a prophet.

Key Words: *Dajjal, Maseeh, Saviour, Mahdi, Hereafter*

تعارف

مذاہب عالم میں ابتداء سے دوست اور دشمن کا تصور موجود ہے اس سلسلہ میں قرب قیامت میں بھی دوست اور شمن کا ایک تصور موجود ہے جس میں یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنا دشمن اور دجال کو خدا مانا ہے، اور عیسائیت نے اس کا بر عکس قبول کیا۔ اسی طرح اسلام بھی دجال کو اپنا دشمن اور پھر عیسائیت جیسا کہ صرف مسیح علیہ السلام کو اپنا نجات دہندہ پیش کرتا اسلام بھی اس کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ مہدیؒ کو بھی نجات دہندہ تصور کرتا ہے۔ ان سب میں وجہ اختلاف کیا ہو سکتی ہے اس کو سامنے لانے کی کوشش کریں گے اور پھر اصل میں دنیائے انسان کے لئے کون نجات دہندہ ثابت ہو سکتا اس فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

[1] PhD Scholar, Dept. of Islamic Learning, University of Karachi, anwarulhaqabbasi304@yahoo.com

[2] M.Phil. Scholar, Dept. of Islamic Learning, University of Karachi , anwarulhaqabbasi304@yahoo.com

یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ایک مسیح کے انتظار میں تھے جو کہ ان کو ذلت و پستی سے نکال کر دنیا کی بادشاہت سونپے اور یہود یہ نظریہ بھی رکھتے تھے کہ وہ مسیح داوٗد کی نسل میں سے ہو گا اور پھر ان کی بادشاہت کے چرچے ہر چار سو گونجے گے۔ ان حالات میں جب حضرت مسیح کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی تو یہود میں یہ امید جاگ اٹھی اب ان کے اندر ایک مسیح آن پہنچا ہے اور وہ ان سوچوں میں تھے کہ جلد ہی حضر مسیح اپنی بادشاہت کا اعلان کریں گے، جب ان کو ناامیدی ہوئی تو انہوں نے زبردستی اعلان کروانا چاہا، حضرت مسیح یہ جان کر وہاں سے نکل آئے([3]) اس بات سے یہود کو بڑا دھچکا لگا، چناچہ یہودیوں نے آپ کو اپنا مسیحا قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور وہ آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ اور رومی گورنر پیلاطس سے مطالبہ کیا کہ ان کو صلیب دے۔[4]کیوں کہ وہ مسیح نہیں ہے جسکا تذکرہ ان کی مقدس کتب میں پایا جاتا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے پیدا فرمایا تھا اور پھر اپنی قدرت کاملہ کا عہدہ بھی نصیب فرمایا تو یہود یہ عزت و افزائی دیکھ کر حاسد ہو گئے۔ پھر یہود عالمی سازشی ہونے کے اعتبار سے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنی راہ سے ہٹانے کے تانے بانے گھڑنا شروع ہوئے۔

اسی تناظر میں بعض یہود نے حضرت مریم بتول سلام اللہ علیہا پر تہمتیں لگائیں تاہم کوئی بھی اپنے ماں باپ پر کسی طرح کی کوئی تہمت برداشت کس صورت میں کر سکتا ہے، چناچہ حضرت مسیحؑ نے ان کے لئے بدعا کی اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ جب یہود نے ان کا معجزہ دیکھا تو گناہ کا اعتراف کرنے کی بجائے ان کے مزید دشمن بن گئے۔

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یہود ایک ایسے مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لڑ کر ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کر دے لیکن ان کی توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰؑ خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور ساتھ کوئی لشکر نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی میسحیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہود اس مسیح مدعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئیں تھیں"۔[5]

مشہور یہودی ربی موسیٰ بن میمون یہود کے اساسی عقائد میں مسیح مدعود (دجال) کے آنے کو ایمانی حصہ قرار دیا اور وہ عقیدہ اس طرح سے بیان کرتا ہے:

"میرا مسیح کی آمد پر پختہ ایمان ہے اور اگر وہ دیر کرتا ہے تو بلاشبہ میں ہر روز اس کی آمد کا منتظر ہوں کہ وہ آپہنچے"۔[6]

Grant R. Jeffrey اسی کو دجال کو بطور مسیح مدعود یوں گردانتا ہے۔

[3] یوحنا۶:۱۵

[4] لوقا۲۳:۲۱

[5] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، یہودیت قرآن کی روشنی میں، مرتبین نعیم صدیقی، عبد الوکیل علوی، ادارہ ترجمان القرآن، نومبر ۲۰۱۴ء، ص ۱۷۲۔

[6] F. Goizueta , With Referece future History P,13.

" مسیحائی بصیرت ایک عظیم ترغیب ہے جس نے ہزاروں سالوں تک یہودیوں کو ڈھارس اوران کو متحرک رکھا۔ المیہ یہ ہے کہ یہی مسیحائی توقع ایک دن کئی اسرائیلوں کو، مخالف مسیح اور جھوٹے نبیوں کے دعووں کو قبول کرنے کے لئے راہ ہموار کرے گی "۔[7]

قوم یہود اب ایسے مسیح کی منتظر ہے جو ان کے لئے نجات دہندہ ہوگا جس کے لئے وہ شب وروز اس آمد کے لئے دعائیں کرتے ہیں:

"اپنا غضب ان قوموں پر بھڑکا جو تجھے نہیں مانتے اور ان بادشاہوں پر اپنا غضب بھڑکا جو تیرے نام کو سر بلند نہیں کرتے۔ ان لوگوں سے انتقام لے اور اپنے غضب میں باندھ لے۔ ان پر عذاب نازل کر اور انہیں خدا کی جنتوں سے اپنے غصے کے ساتھ تباہ کردے "۔[8]

یہودیوں کا کہنا ہے کہ مسیحا کا اس وقت تک ظہور نہیں ہوگا جب تک دنیا کے تمام یہودی ایک مقام پر اکٹھے نہ ہوجائیں اور اسرائیل اسی منصوبے کا کارفرما ہے۔ روسی یہود کو مجتمع کرنے میں پیش پیش ہیں اور وہ اس بات کا بار بار اعلان کرتے رہتے ہیں کہ تمام یہود ایک مقام پر جمع ہوں یہ بھی کہ یہود اب ساری دنیا کی حکمرانی کا خواب دیکھ رہا ہے اور اس کی آمد کو یقینی بنانے کے لئے اس نے مختلف قسم کے منصوبے بھی بنا رکھے اس اور انہی معاملات کو دیکھتے ہوئے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور حضور ﷺ کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لئے سٹیج تیار ہے جو حضور ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا "مسیح مدعود" بن کر اٹھے گا۔۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا کہ وہ اپنی میراث کا مالک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجال اکبران کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا جس کے ظہور کی خبر پر حضور ﷺ نے اکتفا ہی نہیں کیا فرمایا بلکہ یہ بھی بتادیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا اسی بنا پر آپ فتنہ مسیح دجال سے خود پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین کرتے تھے "۔[9]

ان تمام منصوبوں کی تفصیلات ملاحظہ کرنے کے لئے The Interntional Jews , They Dare To Speak Out, Deliberate Deception اور Protocols Of The Zionist Elder موجود ہیں۔

دجال اکبر جس سے عیسائیت بلکل خوف زدہ ہے اس میں وہ حضرت مسیحؑ کو پیش کرنے کے لئے خود کو تیار کررہے ہیں اور ان کی مذہبی کتب میں مخالف مسیح (دجال) کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں وہ احایث مبارکہ سے کافی مطابقت رکھتی ہیں۔ مثلاً تھسلینکیوں میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

---

[7] Grant R. Jeeffrey , prince of Darkness , p 41

[8] آئی، بی، پرینے، ٹس، تالمود بے نقاب ہوتی ہے، مترجم رضی الدین صدیقی، ناشر، نیشنل اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ، ۲۰۰۳، ص ۴۵

[9] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۴/۱۶۶

جھوٹا، فریبی، خدائی دعویٰ کرنے والا، حیرت ناک کرشموں اور نشانیاں ظاہر کرنے والا، طاقتور، دین مخالف، خداوند کا مخالف۔[10]

یہ تمام اوصاف جو احادیث میں دجال کے بارے میں بیان ہوئی ہیں۔ اسی طرح عیسائی بھی مخالف مسیح کو یہودی قرار دیتے ہیں لیکن کچھ بنیاد پرستوں کا عقیدہ ہے کہ مخالف مسیح مسلمان ہو گا۔

جیسا کہ گریس ہالسل لکھتی ہے:

"زمانہ وسطیٰ میں بائبل کے مفسرین نے کہا کہ مسیح دشمن یقیناً مسلمان ہے جب کہ دوسروں نے اسے یہودی قرار دیا۔" (گریس ہالسل، خوفناک جدید صلیبی جنگ، انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ، ۲۰۰۱ء، ص ۳۶۔)

۱۹۹۰ء کی عراق، امریکہ جنگ نے مغرب خصوصاً امریکہ میں چند عقائد کو جنم لیا ہے۔ جن میں Dispensationalism , Armageddon , اور Repture شامل ہیں۔ ان عقائد کو چند بنیاد پرست ترویج دینے میں پیش پیش ہیں۔ جیسا کہ فال ویل، ہال لنڈ سے کلائید، ولیم جیمس سرفہرست ہیں۔ اور ان کے نظریات کو امریکہ میں کافی شہرت ملی Armageddon کے موضوع پر ایک کتاب The Late Great Plannet کی دو کروڑ پچاس لاکھ کاپیاں فروخت ہوئیں۔ تاہم بنیاد پرست عیسائیوں میں ہر مجدون ایک مقدس جنگ ہے جو کہ خیر و شر کے مابین یروشلم میں ہو گی، بعض نے یہ بھی کہا کہ جس وقت یہ جنگ ہو گی تب مسیح نازل ہوں گے اور تمام عسائیوں کو بادلوں پر بلالیں گے جس وجہ سے ان کی نجات ہو گی۔ اس عقیدہ کو وہ Reputre (فضائی نجات) کہتے ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ ایٹمی و جراثیمی جنگ میں عیسائی بادلوں میں چلے جائیں گے اور اس کے بعد دنیا میں بت پرست اور مشرکوں کا خاتمہ ہو گا اور وہ اوپر جاکے خیر و شر کا مقابلہ بھی دیکھیں گے جب یہ جنگ ختم ہو جائے گی تو مسیحی پھر سے زمین پر واپس آئیں گے۔ اس عقیدہ کو وہ Dispensationlism کہتے ہیں۔ تاہم آخری جنگ عظیم کے لئے دوبارہ یروشلم میں دجال اور ان معاونین کو شکست سے دوچار کریں گے، اس کے ہزار سالہ امن وامان کا دور شروع ہو گا جس کو عیسائیت Millennialism کہتی ہے۔

یہود نے عیسائیت کا ایک ذہین شخص کو خرید کر بائبل میں اپنی مرضی سے تحریف اور ردوبدل کروائی اور اپنے عقائد و نظریات کو مختلف جگہوں پر خلط ملط کر دیا پھر بڑے پیمانہ پر اس کی اشاعت بھی کرواڈالی جیسا کہ اسکوفیلڈ کی بائبل کے بارے بہت سے اہل نظر عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ وہ مسیح عقائد کا ترجمان نہیں اس بارے گریس ہالسل کہتی ہے:

"بائبل کی توضیح کا جو نظام اسکوفیلڈ نے دیا ہے وہ بائبل کی یک جہتی کو ختم کر دیتا ہے.... یہ مسیح اور مسیحیت کی نفی کرتا ہے یہ فکر مسیحیت کی موجودہ زمانے کے یہود کے ہاتھوں یرغمال بنادیتی ہے۔ اسکوفیلڈ کی بائبل نے حضرت عیسیٰؑ کو نہیں بلکہ یہود اور اسرائیل کو مرکزی حیثیت دی ہے، اسکوفیلڈ کی بائبل نہ صرف حضرت مسیح اور عیسائیت کو یرغمال بنالیتی ہے بلکہ خدا کو بھی اپنا تابع کر لیتی ہے، اس سے یہ سبق لیا جاسکتا ہے کہ خدا حضرت مسیحؑ کو واپسی کی اجازت نہیں دے سکتا جب تک یہود اسکوفیلڈ کے طے شدہ منظر نامے کے مطابق اپنا زمینی کام انجام نہیں دے لیتے"۔[11]

---

[10] تھسلنیکیوں ۲:۳،۸

[11] گریس ہالسل، خوفناک جدید صلیبی جنگ، ص ۵۶-۵۸

بنیاد پرست عیسائیت کے خیالات جھوٹ و فریب کے علاوہ کچھ نہیں شاید یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کے سب سے بڑے فرقے رومن کیتھولک کے ہاں اس طرح کے خیالات کو پذیرائی نہ ہوئی اور ہم اس اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ جو بے پناہ محبت والفت عیسائیوں کی حضرت مسیحؑ کے بارے میں پائی جاتی اور ان کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں، جب وہ تشریف لائیں گے تو آن کی آن تمام حالات یکسر تبدیل ہو جائیں گے اور تمام لوگ ان کے قدموں میں ہوں گے۔

یہود کا ایک اور حملہ

عیسائیوں کے پاس ایک ایسا کپڑا پچھلے دوہزار سال سے محفوظ ہے جس کی لمبائی تقریباً چودہ فٹ ہے اور اسے عیسیٰ علیہ السلام کا کفن قرار دیا جاتا ہے۔ نہ صرف اس کپڑے کو عیسیٰ علیہ السلام کا کفن قرار دیا جاتا ہے بلکہ یہ وہ کپڑا ہے جس میں عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ سمجھ کر صلیب سے اتارنے کے بعد لپیٹ کر ایک غار نما قبر میں رکھا گیا۔ جس کے تیسرے دن وہاں سے عیسیٰ علیہ السلام کا جسم تو غائب تھا مگر یہ کپڑا وہیں پڑا تھا جسے عیسیٰ علیہ السلام کے امتیوں نے محفوظ کر لیا جو آج تک محفوظ ہے اور عیسائیوں کے ہاں اسے مقدس مقام حاصل ہے۔

اس کپڑے کی تاریخ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ ۱۳۹۰ء سے پہلے کی تاریخ اور دوسرا ۱۳۹۰ء سے آج تک کی تاریخ۔ یہ کپڑا ۱۵۷۸ء میں فرانس سے اٹلی کے شہر ٹیورن کے ایک چرچ میں لایا گیا جو اب تک یہیں موجود ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام شراوڈ آف ٹیورن یعنی ٹیورن کا کفن پڑ گیا۔ پہلی بار ۱۸۹۸ء میں سائنسی تحقیقات کے لیے اس کپڑے کی تصویر لینے کی اجازت دی گئی اور تین ٹیموں نے اس تصویر کے ذریعے اس کپڑے پر تحقیقات کیں۔ اس کے بعد ۱۹۰۲ء میں بھی تصاویر کے ذریعے دوبارہ تحقیقات کی گئیں جس میں یہ ثابت ہوا کہ کپڑے پر موجود ہلکی سی نظر آنے والی تصویر قدرتی طریقے سے وجود میں آئی ہے نہ کہ کسی نے بنائی۔ لیکن یہ تحقیقات اس مقصد کے لیے ناکافی تھیں جس مقصد کے لیے تحقیقات کی اجازت دی گئی تھی۔ اس کے بعد تیسری بار ۱۹۳۶ء میں بھی اس پر تحقیقات کی گئیں اور اس کے بعد بالآخر ۱۹۶۹ تا ۱۹۷۳ء تک یہ کپڑا گیارہ رکنی اعلیٰ سطح کے سائنسدانوں کی ٹیم کے حوالے کر دیا گیا کہ وہ اس پر تحقیقات کریں اور اپنی رپورٹ پیش کریں۔

اس گیارہ رکنی ٹیم میں ایک انتہائی قابل سائنسدان کو بھی شامل کیا گیا جو کہ یہودی تھا۔ یوں Shroud of Turin Research Project "STURP" نامی پروجیکٹ سے اس پر تحقیقات کا آغاز ہوا۔ اس ٹیم میں زیادہ تر امریکی سائنسدان تھے اور اس ٹیم نے مسلسل پانچ ماہ تک اس کپڑے پر بنی تصویر پر تحقیقات کیں جس کے لیے مختلف جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا گیا اور تمام تر تجربات، تجزیات و تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا کہ نہ صرف کپڑے پر بنی تصویر جسم پر لوبان اور مر کے لگے ہونے اور جسم کے درجہ حرارت کی وجہ سے قدرتی طور پر بنی ہے بلکہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہی کفن ہے اور جس وقت ان کے جسم کو صلیب سے اتارا گیا اس وقت وہ زندہ تھے اور جب ان کا جسم اس کپڑے میں ڈھانپا گیا تب بھی وہ زندہ تھے کیونکہ مردہ جسم سے حرارت خارج نہیں ہوتی اور نہ ہی ایسا کوئی عکس وجود میں آسکتا ہے اور پھر اس کپڑے پر خون کے دھبوں پر کیے گئے تمام تجربات و تحقیقات سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اتار کر اس کپڑے میں ڈھانپا گیا تب خون کا بہنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اس وقت زندہ تھے۔ اس کے علاوہ بذات خود بائبل عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتارے جانے کی گواہی دیتی ہے۔ کئی سالوں بعد ۱۹۸۱ء میں ان تحقیقات کے

نتائج کا اعلان کر دیا گیا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہی کفن ہے اور وہ صلیب سے زندہ اتار لیے گئے یعنی ان کی موت صلیب پر نہیں ہوئی تھی۔

ان نتائج کے سامنے آنے سے چرچ کی بنیادیں ہل کر رہ گئیں اور چرچ نے اپنا سارا زور اس پر لگانا شروع کر دیا کہ ان نتائج کو چھپایا جائے تاکہ دنیا پر حقیقت نہ کھل سکے۔ کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب پر موت نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ صلیب سے زندہ اتار لیے گئے تو دین عیسائیت کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ دین عیسائیت کی بنیاد ہی یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مصلوب کیے گئے یعنی ان کی موت صلیب پر ہوئی۔ ان کی موت ان پر ایمان لانے والوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۹۸۸ء میں اس کپڑے کے ایک کونے سے چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ کر اسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا اور آزادانہ ریڈیو کاربن فورٹین ڈیٹنگ ٹیسٹ کے لیے ایک ٹکڑا آکسفورڈ یونیورسٹی، دوسرا یونیورسٹی آف ایریزونا امریکہ اور تیسرا سوئس فیڈرل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں بھیج دیا گیا۔

STURP" Shroud of Turin Research Project" کی پوری ٹیم کو یقین تھا کہ ریڈیو کاربن فورٹین ڈیٹ پہلی صدی عیسوی کی ہی آئے گی۔ لیکن نتیجہ اس کے بلکل برعکس آیا۔ ٹیسٹ میں جو تاریخ سامنے آئی وہ ۱۲۶۰ سے ۱۳۹۰ء کے درمیان وہ کپڑا بنا تھا۔ ریڈیو کاربن فورٹین ڈیٹنگ سے پچھلی تمام تر کی گئی تحقیقات کو رد کر دیا گیا لیکن جس ٹیم نے تحقیقات کی تھیں وہ ریڈیو کاربن فورٹین ڈیٹنگ ٹیسٹ کو ماننے کو تیار نہیں تھی لیکن ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ اس ٹیسٹ کے سامنے اپنی تحقیقات کو سچ ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ یوں چرچ کو اطمینان ہو گیا اور دین عیسائیت کی جڑ کٹتے کٹتے بچ گئی۔ جو کپڑا کئی سالوں سے موضوع بحث اور توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا اچانک وہ بے معنی ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود چرچ نے اپنے پیروکاروں کو یہی کہتا رہا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہی کفن ہے۔

STURP" Shroud of Turin Research Project" ٹیم میں یہودی سائنسدان نے ہار تسلیم نہ کی اس کا کہنا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ یہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہے کہ یہ کفن عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں ہے، کیونکہ جو ثبوت، تجربات و تحقیقات سے سامنے آئے ان کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ جس کہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ کپڑا ۱۲۶۰ء سے ۱۳۹۰ء کے درمیان بنایا گیا تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تب کس کو مصلوب کیا گیا؟ کیونکہ تاریخ میں اس دوران ایسا کوئی واقعہ ملتا ہی نہیں۔ تاریخ میں ایسا ایک ہی واقعہ ملتا ہے اور وہ ۲۰۰۰ سال پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ صلیب ہے۔ اس کے علاوہ ایک ایسی پینٹنگ تھی جس نے ریڈیوں کاربن فورٹین ڈیٹنگ ٹیسٹ پر بہت بڑا سوالیا نشان کھڑا کر دیا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام اور اسی کپڑے کی پینٹنگ تھی یعنی ہاتھ سے بنائی ہوئی ایک تصویر جس میں اس کپڑے کو دیکھایا گیا۔[12]

اچانک ۱۹۹۲ء میں دو جرمن مصنفوں کی ایک کتاب منظر عام پر آئی جس میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ ریڈیو کاربن فورٹین ٹیسٹ بلکل ٹھیک تھا لیکن اس کا شراوڈ آف ٹیورن یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے کفن سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کتاب میں بتایا کہ جب عیسیٰ علیہ

[12] http://www.shroud.com/78conclu.htm

السلام کے کفن سے ٹکڑا کاٹ کر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ٹیسٹ کے لیے بھیجوایا جارہا تھا تب ان ٹکڑوں کو بدل دیا گیا تھا یوں اصل کے بجائے نقلی ٹکڑے ریڈیو کاربن فورٹین ٹیسٹ کے لیے چلے گئے۔ اور انہوں نے کتاب میں یہ بھی دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا کفن بلکل اصل ہے۔ ان کے اس دعوے کی بنیاد پر جب اس پر تحقیقات کی گئیں تو یہ ثابت ہو گیا کہ ان کا دعویٰ سچ تھا۔ جو ٹکڑے ٹیسٹ کے لیے بھیجے گئے ان کا وزن بھی مختلف تھا اور ان کی تصاویر بھی بلکل مختلف تھیں جن کا عیسیٰ علیہ السلام کے کفن سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔ بعد میں یہ بھی پتہ چل گیا کہ یہ سب چرچ کی جانب سے کیا گیا کیونکہ چرچ کو خطرہ تھا کہ اگر ریڈیوں کاربن فورٹین ٹیسٹ ہو جاتا ہے تو پچھلی تمام تر تحقیقات سچ ثابت ہو جائیں گی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت صلیب پر نہیں ہوئی بلکہ انہیں زندہ بچالیا گیا یوں دین عیسائیت کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

دجال کا نمائندہ بش

یہود کی طرح بش بھی دجال کا نمائندہ ہے اور اس کی ہدایات پر عمل کر تا رہا ہے، ماسکو ٹائمز کے مطابق بش نے اسرائیل کا دورہ کیا دورے کے دوران سابق فلسطینی وزیر اعظم محمود عباس اور حماس کے لیڈر بھی شریک تھے اس وقت سابق امریکی صدر بش نے عراق پر حملے سے پہلے کہا تھا:

"اس جنگ کے بعد ان کا مسیح موعود (دجال) آنے والا ہے"۔[13]

بقول محمود عباس کے بش نے دعویٰ کیا:

1) میں نے (اپنے حالیہ اقدامات کے لئے) براہ راست خدا (دجال) سے قوت حاصل کی ہے۔

2) خدا (دجال) نے مجھے حکم دیا ہے کہ القاعدہ پر ضرب لگاؤں، اس لئے میں نے اس پر ضرب لگائی اور مجھے ہدایت کی کہ میں صدام پر ضرب لگاؤں جو میں نے لگائی اور اب میرا پختہ ارادہ ہے کہ میں مشرق وسطی کے مسئلے حل کروں اگر تم لوگ (یہودی) میری مدد کروگے تو میں اقدام کروں گا، ورنہ میں آنے والے الیکشن پر توجہ دونگا۔

سابق صدر بش نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے اس نے کہا:

میں خدا کا پیغمبر ہوں، بش کا خدا ابلیس یا دجال جو اس کو براہ راست حکم دیتا ہے:[14]

فری تھاٹ ٹوڈے کے مدیر کا خیال ہے:

’’بش جیسا ’’مذہبی‘‘ صدر ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، وہ ایک مذہبی مشن پر ہیں اور آپ مذہب کو ان کے عسکریت Militaris سے علیحدہ نہیں کرسکتے، جب بش پر تنقید کی کہ آپ اس جنگ میں خدا کو درمیان میں کیوں گھسیٹ رہے ہیں تو بش نے کہا:

---

[13] المسکی، عبداللہ، احمد، الفتنۃ العظمی (حالات حاضرہ اور مسیح دجال، مترجم، مصباح اکرم) الناشر، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۱۲۸

[14] المسکی، عبداللہ، احمد، الفتنۃ العظمی (حالات حاضرہ اور مسیح دجال، مترجم، مصباح اکرم) ص ۱۲۸

”God is not neutral thi war on terroris“۔

"خدا دہشت گردی کی اس جنگ میں غیر جانب دار نہیں"۔[15]

ڈیوڈ فرم اپنی کتاب دی رائٹ مین ”The right man“ میں لکھتا ہے:”اس جنگ نے اس (بش) کو پکا کروسیڈ (صلیبی جنگجو) بنا دیا ہے،بش کا یہ حال گیارہ ستمبر کا رد عمل نہیں بلکہ یہ ابتداء ہی سے ایک مذہبی جنونی ہے، جس وقت یہ ٹیکساس کا گورنر تھا اس وقت اس نے کہا تھا میں اگر تقدیر کے لکھے پر جو تمام انسانی منصوبوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے یقین نہ رکھتا تو میں کبھی بھی گورنر نہیں بن سکتا تھا۔

بش پر لکھنے والوں کا کہنا ہے: ان کے ہر بیان اور ہر انٹرویو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک میسینک مشن (دجالی مشن) پر ہیں؛واضح رہے کہ عیسائی حضرت عیسی علیہ السلام کا انتظار کرتے ہیں، جبکہ یہودی عیسی علیہ السلام ”Jesus“ کے بجائے مسیحا ”Messeh“ دجال کا انتظار کرتے ہیں، لہٰذا بش بھی یہودیوں کا حق نمک ادا کرتے ہوئے خود کو عیسوی مشن (Jesus /Christ Mission) پر کہنے کے بجائے مسیحمشن (Messianic Mission) پر کہتا ہے اور الفاظ کا یہ ہیر پھیر کرکے وہ تمام عیسائیت کو دھوکہ دیتا رہا ہے۔[16]

اسلام کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں اور اسلام مخالفت میں یک قدم نظر آئیں گے جیسا کہ ایک کتاب جو کہ " اسلامی مخالف مسیح" جوائل رچرڈسن نامی شخص نے لکھی اس نے کتاب کے شروع سے آخر تک امام مہدیؑ کو ہر ممکنہ کوششوں سے یہود و نصاریٰ کا مخالف کہا ہے اور اس نے یہ بھی کہا کی اسلام اپنے علاوہ تمام لوگوں کا قاتل ہے یہ اپنے علاوہ کسی اور مذہب اور دین کو پسند نہیں کرتا جوائل لکھتا ہے:

"کافی دلچسپ بات یہ ہے کہ کئی اسلامی روایات میں امام مہدی کی خاص بلاہٹ یہودیوں اور مسیحیوں کو اسلام کی طرف لے آنے کو بیان کرتی ہیں۔ جبکہ دیگر مذاہب کے لئے نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ مسیحیوں اور یہودیوں کو اسلام کی طرف لے آنا ہی امام مہدی کا بنیادی تبلیغی مقصد ہے"۔[17]

آگے جاکے لکھتا ہے:

"امام مہدی یروشلم کے خلاف اپنی مہم یہودیوں کے لئے پرامن انداز میں ختم نہیں کرے گا۔ آخیر دنوں کا اسلامی نسخہ چند آخری یہودیوں کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، جنہوں نے اسلام کی تلوار سے بچنے کے لئے خود کو پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپالیا۔ یروشلم کے خلاف فوجی کاروائی اور اسلامی خلافت کے قیام سے امام مہدی کا یہودیوں پر جارحانہ اقدام نہیں ہوگا"۔[18]

---

[15] المسکی، عبداللہ، احمد، الفتنۃ العظمیٰ (حالات حاضرہ اور مسیح دجال، مترجم، مصباح اکرم)، ص ۱۲۸

[16] المسکی، عبداللہ، احمد، الفتنۃ العظمیٰ (حالات حاضرہ اور مسیح دجال، مترجم، مصباح اکرم)، ص ۱۲۸

[17] جوائل رچرڈسن، اسلامی مخالف مسیح، ۲۳

[18] جوائل رچرڈسن، اسلامی مخالف مسیح، ص ۳۴

ان دو اقتباس واضح ہو گیا کہ جو ائل کس حد تک امام مہدیؑ کو اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور وہ کس طرح سے اسلام کی تصویر پیش کر رہا ہے۔

بعض مسلم مفکرین اور دجال کا تصور

علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ دجال ایک معین شخص اور تعلقات میں یہودی ہو گا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ تاہم بعض مسلم محققین نے تحقیق کے نام پر مسلمات کو تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے، اور دجال کے حوالہ سے مختلف نظریات اپنا لئے۔ جیسا کہ کسی نے یورپ و امریکہ کو دجالی سرکردہ تسلیم کرتے ہوا نہیں دجال قرار دیا اور یہ بھی کہا کہ جس دجال کی پیشن گوئی کی گئی تھی وہ آگیا ہے، لہذا اب کسی دجال کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ دجال کوئی معین شخص نہیں بلکہ وہ ایک شریر قوت کا نام ہے جو کہ قیامت سے پہلے مسلم امہ کو نقصان دے گا، نیز دجال کے خرق عادات امورہ سے انحراف کرتے ہوئے خلاف عادت قرار دیا، اس مرحلہ میں ان محققین کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں۔۔

ماہنامہ اشراق جاوید احمد غامدی کے نظریات کا ترجمان ہے۔ اس میں دجال کے بارے میں سوال ہوا تو جواب دیا گیا:

"خروج دجال کے متعلق احادیث میں بہت کچھ جرح و نقد اور تحقیق کا محتاج ہے، دجال کا خروج ہمارے نزدیک یاجوج ماجوج کے خروج ہی کا بیان ہے، دجال ایک صفت ہے جس کے معنی بہت بڑے فریب کار کے ہیں۔۔ ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ہی کے خروج کو دجال کے خروج سے تعبیر کیا ہے، اس میں شبہ نہیں کہ یاجوج ماجوج کی اولاد مغربی اقوام عظیم فریب پر مبنی، فکر و فلسفہ کی علمبردار ہیں۔ انہیں دجال (عظیم فریب کار) قرار دیا ہے۔ روایات میں دجال کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اس کی ایک آنکھ خراب ہو گی یہ بھی در حقیقت مغربی اقوام کی انسان کے روحانی پہلو سے پہلو تہی اور صرف مادی پہلو کی جانب ایک جھکاؤ کی طرف ایک اشارہ ہے۔ اسی طرح مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع بھی غالباً مغربی اقوام کے سیاسی عروج ہی کے لئے کنایہ ہے"۔[19]

اسرار عالم دہلوی صاحب ایک طرف دجال اکبر کا تصور پیش کرتے ہیں تو دوسری طرف متعلقہ پیشن گوئیوں کو دجالی فتنہ سے تعبیر کرتے ہوئے پھر اس قدر طویل بحث کرتے ہیں کہ ہر فتنہ دجالی فتنہ ثابت ہونے لگتا ہے مثلاً دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"فتنہ دجال اکبر، بنیادی طور پر پانچ عظیم اور خوفناک فتنوں کا نام ہے۔ یہ پانچ عظیم خوفناک اور باہم مربوط فتنے ہیں۔

ا۔ فتنہ سحر و تسحیر (اس میں پانچ اقسام ہیں)

۲۔ فتنہ مال و بنون، یہ فتنہ مال و بنون میں انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا۔

۳۔ فتنہ جنس۔ یہ فتنہ جنس انفجار کی صورت میں آئے گا۔

---

[19] ماہنامہ اشراق، جنوری ۱۹۹۶ء، ص ۶۰

۴۔ فتنہ فحش ۔ یہ فتنہ ہر شے میں فحش کے انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا اس کی درج ذیل شکلیں ہیں (۱) فتنہ کثرت پیداوار (۲) فتنہ کثرت ترسیل (۳) فتنہ کثرت استعمال (۴) فتنہ کثرت ضیاع

۵۔ فتنہ تنافس ۔ یہ فتنہ ہر دنیاوی شے کے لئے تنافس کے انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا"۔[20]

اسرار عالم نے اسی (۸۰) صفحات پر پورا کتابچہ انہی فتنوں کی تقسیم در تقسیم فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کتب میں مثلاً کیا دجال کی آمد آمد ہے؟ بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ہر فتنہ ہی دجالی فتنہ ہے۔

احمد تھامسن بھی اس نظریہ کے قائل لگتے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب "دجال ایک فتنہ" میں لکھا ہے:

"اگر ہم دجال کو اس پوری دنیا میں ایک ثقافتی اور سماجی سمجھ لیں تو ہمیں اس بات کی پوری علامات ملتی ہیں کہ یہ فتنہ اپنے تکمیلی مراحل میں ہے۔ یہ بات اس لئے بھی واضح ہے کہ اس نظام کو چلانے والے کافر ہیں اور دجال بھی در حقیقت کافرانہ نظام ہی کا نام ہے"۔[21]

"دجالی نظام کا مشاہدہ کرنے کے لئے اگر کوئی اپنے ارد گرد بغور دیکھے تو اسے علم ہو جائے گا کہ اس نظام کے سربراہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے کیسے کیسے ڈرامے سٹیج کر رہے ہیں۔ اس نظام کا اثر پوری زندگی میں نظر آتا ہے اور ان کے بہروپ کو مختلف چیزوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس نظام کے عمل تو بلکل واضح ہوتے ہیں۔ مگر ان کے اعمال کے پیچھے چھپے ہوئے مقاصد سے ہر کس و ناکس آگاہ نہیں ہو سکتے"۔[22]

ان اقتباس سے یہ خلاصہ نکالا جا سکتا ہے احمد تھامسن تمام سماجی و ثقافتی تبدیلیوں میں جو مختلف نظام زندگی ہے ان سب کو دجالی فتنہ میں تصور کرتے ہیں۔

مولانا بدر عالم میرٹھی "ترجمان السنۃ" میں احمد تھامسن کے نظریہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں مادی ترقیات خواہ کتنی ہو جائیں وہ سب مادی قوانین کے ماتحت ہیں ان کو دجالی فتنہ سمجھنا بلکل بے محل بلکہ خلاف واقع بات ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانے میں جو ایجادات سامنے آ رہے ہیں وہ عجیب سے عجیب تر ہیں۔ لیکن موجودہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں سب ہی اسی میں شریک ہیں اور اس سلسلے میں ایک دوسرے سے مسابقت میں خوب سرگرم ہیں۔ اور یہ بھی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس میدان کا ہیرو کون ہو گا۔ اس لئے ابھی ان میں سے کسی کو دجالی فتنہ قرار دینا قبل از وقت ہے بلکہ ان سب کو اس کے مقدمات میں شمار کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس کا مقدمہ دینی جہل، ضعف ایمانی اور طغیانی کا ہمہ گیر اقتدار ہے"۔[23]

---

[20] اسرار عالم دہلوی، فتنہ دجال اکبر، خطرات و تدابیر، دار العلم، نئی دہلی، انڈیا، ۲۰۰۰ء، ص ۷۷

[21] احمد تھامسن، دجال ایک فتنہ، مترجم انجم سلطان، حق پبلیشر، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۳۰

[22] احمد تھامسن، دجال ایک فتنہ، ص 128

[23] میرٹھی، بدر عالم، ترجمان السنہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ص ۴۲۵

محمد عبد المجید صدیقی قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہونے والی علامات پر تین کتب کے مصنف ہیں اور خروج دجال کے حوالہ سے اپنی رائے یوں بیان کرتے ہیں:

"۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو حج کے موقع پر ظہور دجال ہو گا اسی سال الملحمۃ الکبریٰ لڑی جائے گی روم فتح ہو گا اور دجال نکلے گا۔ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۲ء میں نزول عیسیٰؑ ہو گا اور آرمیگاڈان لڑی جائے گی۔ حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں دجال مارا جائے گا اسی اثناء میں غزوہ ہند ہو گا۔ حضرت امام مہدی ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۱۰ء میں انتقال کر جائیں گے پھر پوری دنیا کے حکمران حضرت عیسیٰؑ ہوں گے۔ آپ کے عہد میں یاجوج ماجوج کا خروج ہو گا۔ نزول کے ۴۱ سال بعد آپ کا وصال ۱۴۶۲ھ میں ہو گا۔ حضرت عیسیٰؑ کے وصال کے بعد قیامت آنے میں ۱۲۰ سال لگیں گے "۔[24] عبد المجید صدیقی صاحب کے علاوہ ڈاکٹر سفر بن عبد الرحمٰن الحوالی، امین محمد جمال الدین اور اسرار عالم دہلوی نے وقت کا تعین کیا ہے۔[25]

شبیر احمد ازہر میرٹھی دجال کے موضوع پر وارد شدہ احادیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیتے ہیں جیسا کہ اپنی کتاب کے مقدمہ لکھتے ہیں:

"حضرت عثمانؓ کے اواخر عہد سے جھوٹے لوگوں نے گھڑی ہوئی احادیث مسلمانوں میں پھیلانی شروع کر دیں۔۔۔ ان جھوٹی حدیثوں کی وجہ سے بعض کہانیاں تو ایسی مشہور کر دیں گئیں کہ معروف و متداول کتب احادیث میں جگہ پانے میں کامیاب ہو گئیں اور عقائد کا درجہ اختیار کر گئیں۔۔ یہ مشہور کہانیاں تین ہیں۔ (۱) ابن صیاد کے متعلق روایات (۲) خروج دجال و نزول مسیح کے متعلق روایات (۳) امام مہدی کے ظہور کے متعلق روایات۔ مہدی کے متعلق روایات سنن ابن ماجہ و سنن ترمذی و ابو داؤد میں ہیں۔۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تمام روایات کذاب راویوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔ امام بخاری و امام مسلم نے مہدی کے کسی روایت کی تخریج نہیں کی۔۔ البتہ ابن صیاد کے متعلق روایات ذکر کی ہیں بخاری نے کم مسلم نے زیادہ"۔[26]

مزید لکھتے ہیں:

"افسوس کہ مسلمانوں میں راویان حدیث کا طبقہ خاص طور سے ایسا رہا ہے جس میں دجال قسم کے لوگ بہت تھے۔ مسیح دجال کے متعلق جو حدیثیں مروی ہیں وہ زیادہ تر ایسے ہی راویوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری اور امام مسلم بن الحجاج ناقدان حدیث میں سے تھے مگر ان دونوں بزرگوں سے بھی خروج دجال سے متعلق حدیثوں کو پرکھنے میں چوک ہوئی ہے۔ امام بخاری سے نسبتاً کم اور امام مسلم سے زیادہ، ضرورت ہے کہ اس سلسلے کی ایک ایک حدیث کو روایت وو درایت کے مسلمہ معیار پر پرکھا جائے "۔[27]

---

[24] صدیقی، عبد المجید، دنیا جنگ کے دہانے پر، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۸۱

[25] الحوالی، ڈاکٹر سفر بن عبد الرحمٰن، یوم الغضب، مترجم، ص ۲۰۵۔۔ امین محمد جمال الدین، امت مسلمہ کی عمر، ص ۳۶۔۔۔ اسرار عالم دہلوی، یا ساری الجبل! کیا دجال کی آمد آمد ہے، ص ۱۷

[26] میرٹھی، شبیر احمد ازہر، احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ، دار التذکیر، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۹

[27] میرٹھی، شبیر احمد ازہر، احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ، ص 130

شبیر احمد میر ٹھی نے ۳۴ صحابہ کرامؓ سے مرویات نقل کرنے کے بعد نتیجہ میں تمام احادیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں:

"اصلاح عقائد کی غرض سے میں نے ایک ایک روایت کی پول کھول کر رکھ دی ہے"۔[28]

میر ٹھی صاحب اس حد درجہ تک گئے کہ تحقیق کے قلم ٹوٹ گئے۔ لکھتے ہیں:

"تحدیث وروایت کے زمانہ میں صالح و ثقہ لوگوں سے کثرت روایات کے شوق میں یہ غلطی بھی خوب ہوئی ہے کہ جو اناپ سناپ سن لیا اس کی روایت کہہ ڈالی"۔[29]

میر ٹھی صاحب کے نظریات کو دیکھنے کے بعد نتیجہ حاصل کرنا آسان ہو گیا کہ انہوں نے کس طرح اجماع امت سے انحراف کرتے ہوئے تمام مسلمات کو پس پشت ڈالا ہے اس تمام گفتگو کا جواب مولانا ظفر اقبال نے اپنی کتاب "فتنہ دجال قرآن و حدیث کی روشنی میں "صفحہ ۲۱۵- ۲۱۶ پر دیا ہے۔

بعض اہل علم نے خوارق دجال کا بھی انکار کیا جس کو خوف طوالت کی وجہ سے بیان نہیں کیا گیا، تاہم ان کتب کا حوالہ ضرور نقل کیا گیا ہے۔ محمد رشید رضاؒ کی تفسیر المنار ۳/ ۳۶۱۔ محمد فرید وجدیؒ، دائرۃ معارف القرآن والعشرین، ۸/ ۷۹۵۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ فیض الباری علی صحیح البخاری، ۴/ ۱۹۔ منکرین خوارق دجال کا جواب مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے "معارف الحدیث " ۴/ ۱۲۸، ۱۲۷ میں مفصل انداز میں دیا ہے۔

بعض لوگوں نے مولانا مودودیؒ پر بھی منکرین خروج دجال کا الزام دیا ہے لیکن یہ حقیقت سے خالی ہے۔ البتہ جو تصور مولانا مودودیؒ نے پیش کیا ہے اس میں چند باتیں درست نہ ہیں جس وجہ سے بعض لوگوں نے مورد الزام ٹھہرایا، تاہم اس کا علمی جائزہ میں مفتی یوسف صاحب نے جو سوالات دجال کے تحت مولانا مودودیؒ سے ہوئے تھے ان کو واضح کیا ہے۔[30]

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ دجال کے بارے اسلام کا مکمل طور پر تصور پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ان سب کے نظریات کو بھی واضح کیا گیا ہے جو کہ علمائے امت سے الگ نظریہ رکھتے ہیں تاہم علمائے امت جس بات پر متفق ہے ان کو مختلف تحقیقات کے ذریعے مسلمات کو رد کرنا یا پھر کسی اور طریقے اس ان پر اعتراضات کرنا نہایت ہی نامناسب ہو گا، علمائے امت جن مسلمات کو بطور دلیل استعمال کرتے ہیں ان کی طرف نظر ثانی کر کے اپنی محدود سوچ کو وسیع کر کے ان پر اعتبار کیا جائے۔

خلاصۃ کلام

---

[28] میر ٹھی، شبیر احمد ازہر، احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ، ص130

[29] میر ٹھی، شبیر احمد ازہر، احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ، ص10

[30] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، رسائل و مسائل، الناشر، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، نومبر ۲۰۰۲ء، ۱/ ۳۷

دجال کے بارے میں یہود کا کہنا ہے کہ وہ یہودیت کے لئے ایک نجات دہندہ ہو گا اور اس کی حکومت پوری دنیا میں ہو گی جس کی وجہ سے قوم یہود کو پوری دنیا میں پھر سے حکومت کرنے کا موقع ملے گا، اور عیسائیت میں یہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو اپنا مسیح تسلیم کرتے ہیں اور اس کے انتظار میں شب و روز محو التجاء بھی ہیں، اسلام کا تصور کہیں حد تک تو عیسائیت سے ملتا ہے کیوں کہ مسلمانوں بھی حضرت عیسیٰؑ کو مسیح تصور کرتے لیکن حضرت عیسیٰؑ کی نسبت سے زیادہ حضرت امام مہدیؓ کی شخصیت پر اعتبار ہے جبکہ عیسائیت میں امام مہدی کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔